Quarterly Research Journal of Arabic
ALOROOBA
ISSN (Print): 2710-5172
ISSN (Online): 2710-5180

Volume: 4 *Issue*: 2 (April – June 2023)
Alorooba Research Journal
ISSN (Print): 2710-5172 **ISSN (Online):** 2710-5180
HJRS: https://hjrs.hec.gov.pk/index.php?r=site%2Fresult&id=1021427#journal_result
Issue URL: https://www.alorooba.org/ojs/index.php/journal/issue/view/11
Article URL: https://www.alorooba.org/ojs/index.php/journal/article/view/84

Title:

مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح میں شیخ عبید اللہ الرحمانی کا منہج استنباط واستدلال: تجزیہ وبیان

Methodology of Shaykh 'Bydāllh Al-Raḥmānī about Elicitation & Inference in Mur'āt Al-mafātīḥ Sharḥ Mishkūt Al-Maṣābīḥ: Analysis and Description

Indexation: ISSN, DRJI, Euro Pub, Academia, Google Scholar, Asian Research Index, Index Copernicus International, index of urdu journals.

Authors:

Muhammad Farooq Iqbal
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies,
Ghazi University, Dera Ghazi Khan, Pakistan.
E-mail: frqiqb@gamil.com
ORCID: https://orcid.org/0009-0004-9126-3996

Hafiz Abdul Rahman Madni
M.Phil. Scholar, Department of Islamic Studies,
Ghazi University, Dera Ghazi Khan, Pakistan.
E-mail: madani88001@gmail.com
ORCID: https://orcid.org/0000-0003-0412-9509

Shakir Hussain
M.Phil. Scholar, Department of Islamic Studies,
Ghazi University, Dera Ghazi Khan. Pakistan
E-mail: Shakirbukhari13@gmail.com
ORCID: https://orcid.org/0009-0002-2496-3752

Citation: Muhammad Farooq Iqbal, Hafiz Abdul Rahman Madni, & Shakir Hussain. (2023). Methodology of Shaykh 'Bydāllh Al-Raḥmānī about Elicitation & Inference in Mur'āt al-mafātīḥ sharḥ Mishkūt al-Maṣābīḥ: Analysis and Description: مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح میں شیخ عبید اللہ الرحمانی کا منہج استنباط واستدلال: تجزیہ وبیان. Alorooba Research Journal, 4(2), 191-210. Retrieved from https://www.alorooba.org/ojs/index.php/journal/article/view/84

Published: 2023-06-30
Publisher: Alorooba Academic Services SMC-Private Limited Islamabad- Pakistan

مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح میں شیخ عبید اللہ الرحمانی کا منہج استنباط واستدلال: تجزیہ وبیان

Methodology of Shaykh ʻBydāllh Al-Raḥmānī about Elicitation & Inference in Murʻāt Al-mafātīḥ Sharḥ Mishkūt Al-Maṣābīḥ: Analysis and Description

Muhammad Farooq Iqbal
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies,
Ghazi University, Dera Ghazi Khan, Pakistan.
E-mail: frqiqb@gamil.com ORCID: https://orcid.org/0009-0004-9126-3996

Hafiz Abdul Rahman Madni
M.Phil. Scholar, Department of Islamic Studies,
Ghazi University, Dera Ghazi Khan, Pakistan.
E-mail: madani88001@gmail.com ORCID: https://orcid.org/0000-0003-0412-9509

Shakir Hussain
M.Phil. Scholar, Department of Islamic Studies,
Ghazi University, Dera Ghazi Khan. Pakistan.
E-mail: shakirbukhari13@gmail.com ORCID: https://orcid.org/0009-0002-2496-3752

Abstract

The land of Mubarakpur, Uttar Pradesh is proud that its citizens have rendered such outstanding services in Hadith that are worthy of being written in golden words. Maulana Ubaidullah Rahmani Mubarak Puri's service of Hadith, Mishkawa Al-Masabih by compiling "Maraa't Al-Mufatih" will be remembered forever. In the knowledge of Hadith, Allah, the Exalted, had given him a good reputation. He has written this in a detailed way. Its prominent feature is that this Sharh is a primary reference and source of Sharh Hadith for later scholars due to its long scholarly research. Sheikh Ubaidullah Rahmani's style of expression is simple and easy. He explains the topic of discussion in such a way that the understanding of the problem and the understanding of the Arabic text becomes easy. It seems that this book has equal importance and status for both students of Hadith and teachers. You could not complete this rate, only the rate and description of blessed hadiths up to Kitab al-Manasik could be a part of this great book. An introductory review of the style and narration of "Mura'at al-Mafatih" in the verse under consideration is presented.

Key word: *Mubarakpuri, Hadith, Mura'at al-Mafatih, Shaykh Atharī, Muhammadiyah, essential significances, Elicitation, Analysis and Description.*

تمہید:

مجموعہ احادیث میں مشکوۃ المصابیح از امام خطیب تبریزیؒ کو ایک نمایاں مقام حاصل ہے۔ یہ کتاب تمام شعبہ ہائے زندگی کے احکام ومسائل کے حل اور بیان کا شافی وکافی احاطہ کرتی ہے اور اکثر مدارسِ دینیہ میں داخلِ نصاب ہے۔ بنابریں اس کتاب کی متعدد شروحات مرتب کی گئیں ہیں۔ یہ شروحات اکثر عربی زبان میں ہیں۔ اسی طرح بعض شروحات قدیم ہیں اور بعض جدید شروحات میں شمار کی جاتی ہیں۔ جبکہ بعض شروحات اس کتاب کی ایسی بھی ہیں جو بوجوہ مکمل نہ ہو

سکیں لیکن پھر بھی وہ اپنے مقام اور مرتبہ کی وجہ سے مصدر اور مرجع کی حیثیت رکھتی ہیں۔اسی قبیل کی ایک شرح ''مرعاۃ المفاتیح'' ہے۔یہ مفصل عربی شرح ہے جو کہ 9 مجلدات پر محیط ہے اور کتاب المناسک تک ہی شارح اس کو تالیف کر سکے تھے۔ذیل میں مرعاۃ المفاتیح اور صاحب مرعاۃ کا مختصر تعارف درج ذیل ہے۔

صاحبِ مرعاۃ:

آپ کا اسم گرامی عبید اللہ، کنیت ابو الحسن جبکہ بطور لقب اپنے نام کے ساتھ رحمانی اور مبارکپوری لکھا کرتے تھے۔آپ کے والد گرامی علامہ محمد عبد السلام مبارکپوری جلیل القدر عالم دین تھے۔آپ کی ولادت محرم الحرام کے مہینے میں 1327ھ کو مبارکپور، اعظم گڑھ، اترپردیش میں ہوئی۔آپ نے ابتدائی دینی کتب مثلاً: امثال الکافیۃ لابن حاجب، شرح امثال الکافیۃ لملا جامیؒ، شرح وقایۃ، السراجی، مشکوٰۃ المصابیح، دیوان متنبی، نحو و صرف اور منطق وغیرہ کی کتب اپنے والد گرامی سے پڑھیں۔جبکہ باقاعدہ دینی تعلیم کی تکمیل دار الحدیث رحمانیہ، دہلی سے کی۔اس نسبت سے آپ کو رحمانی کہا جاتا تھا۔

دار الحدیث رحمانیہ، دہلی میں ہی آپ کو امہات الکتاب یعنی صحیحین، الموطأ وغیرہ، محدث العصر شیخ احمد اللہ پرتاب گڑھی ثم الدہلوی سے پڑھنے کا موقع میسر آیا۔بعدازاں آپ اسی دار الحدیث میں مسند تدریس پر فائز ہوئے۔شیخ عبد الرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ ''تحفۃ الاحوذی'' کی تکمیل سے قبل ضعف عمری کی وجہ سے آنکھوں کی بیماری لاحق ہونے کی وجہ سے لکھنے سے قاصر ہو گئے تھے۔انہوں نے دار الحدیث رحمانیہ، دہلی سے کسی ایسے معاون کو طلب کیا جو ان کی شرح کی کتابت کر سکے نیز مصادر و مراجع سے واقفیت رکھتا ہو، علوم حدیث پر بھی دسترس کا حامل ہو اور خدمتِ حدیث کا شغف بھی ہو۔اس دقیق اور محنت طلب علمی کام کے لیے جس معاون کا انتخاب ادارے کی طرف سے کیا گیا وہ ہمارے ممدوح شیخ عبید اللہ رحمانی مبارکپوریؒ ہی تھے۔آپ نے تقریباً 2 برس ''تحفۃ الاحوذی'' کی تکمیل میں آخری 2 مجلدات پر شیخؒ کی مدد فرمائی۔یہی 2 برس "مرعاۃ المفاتیح" کی تالیف کی بنیاد بنے۔[1]

مرعاۃ المفاتیح کا مختصر تعارف:

اس شرح کی ابتداء شیخ عبید اللہ رحمانیؒ نے حافظ محمد زکریاؒ لائپوری اور شیخ محمد باقرؒ کے حکم پر 1948ء میں کی۔یہ شرح متاخرین کے لئیے مرجع اور مصدر رہی ہے۔مثلاً: کئی ایک شارحین حدیث نے اپنی شروحات حدیث میں اس سے استفادہ کیا بلکہ متعدد مقامات پر تو بعض شارحین نے مرعاۃ المفاتیح کی عبارات کو بعینہ نقل کر دیا ہے اور ساتھ اس کا ذکر درج کیا ہے۔جیسا کہ ''التعلیق النجیح علی مشکوٰۃ المصابیح'' میں شیخ محمد رفیقؒ اثری نے متعدد مقامات پر ''مرعاۃ المفاتیح'' کی عبارات نقل کی ہیں۔

مرعاۃ المفاتیح کی نمایاں خصوصیات:

''مرعاۃ المفاتیح'' کی نمایاں خصوصیات درج ذیل ہے جو اس شرح کو مفید بناتی ہیں:

1۔ شیخ رحمانیؒ نے احادیث مبارکہ کی ترقیم درج اور مفید اضافہ یہ کیا کہ ہر باب کی علیحدہ مستقل ترقیمِ روایات بھی قوسین میں درج کر دی۔اس سے ہر باب کی روایات مزید نکھر کر واضح ہو جاتی ہیں اور ایک ہی مقام پر کسی ایک روایت کے دوسرے طرق کو پہچاننا بھی سہل ہو جاتا ہے۔

2۔آپ نے فہارسِ فنیہ مرتب فرمائیں جن میں کتب وفصول کی فہرست کے ساتھ ساتھ احادیث طیبہ کی بھی فہرست بنائی کہ جس میں ابواب وفصول کے بیان کا التزام کیا۔اس سے فائدہ یہ حاصل ہوا کہ قاری فہرست سے ہی متعلقہ باب میں موجود روایات کے متون کی ابتداء سے آگاہ ہو جاتا ہے اور اسے متعلقہ روایت کو تلاش کرنے میں سہولت میسر آجاتی ہے۔اسی طرح آپؒ نے صحابہ کرام اور تابعین یعنی راویان حدیث کی فہرست بھی مرتب کی جس میں ان کی روایت کردہ احادیث کے مقام کی نشاندہی فرمائی۔جبکہ فہرست اماکن کو بھی آپؒ نے اس شرح کا حصہ بنایا۔

3۔ان درج بالا 4 فہارس فنیہ کی نمایاں خصوصیت یہ بھی ہے کہ ہر جلد کی فہارس الگ ہیں اور جلد کی ابتداء میں ان کو درج فرمایا ہے۔

4۔ شیخ رحمانیؒ نے رواۃِ حدیث کا جامع ومفصل تعارف شرح کا حصہ بنایا ہے جو کہ طلبہ حدیث کو علم اسماء الرجال کی طرف راضب کرنے کا سبب ہے۔

5۔ فقہی وکلامی مباحث میں آپؒ نے صحابہ کرام،تابعین اور فقہائے محدثین کے موقف کو اختیار کیا۔

6۔بعض معترضین کے احادیث یا فقہی مسائل میں اعتراضات کے شافی وکافی جوابات بطریق احسن بیان کیے ہیں۔

7۔ شیخ رحمانیؒ کا یہ اسلوب ہے کہ آپ بیان کردہ مسائل کی بات فقہائے کرام کے مختلف اقوال کو آپ جمع کر کے ان پر مختصر کلام ذکر کرنے کے بعد صحیح قول کی طرف مع ادلہ کے رہنمائی فرمادیتے ہیں۔

8۔اس شرح میں آپؒ نے ایک اسلوب یہ بھی اختیار کیا کہ بعض ایسے مسائل کہ جن میں کلام اور بحث طویل ہوتی ہے آپ ان کی بابت کسی مصدر ومرجع کی طرف رہنمائی فرمادیتے ہیں کہ اس بحث کو مزید فلاں کتاب یا فلاں شرح میں دیکھ لیا جائے۔ساتھ آپ متعلقہ کتاب کا صفحہ بھی درج کر دیتے ہیں تاکہ قاری کو اس کی مراجعت میں کسی قسم کی تنگی یا دشواری کا سامنانہ کرنا پڑے۔

9۔مرعاۃ المفاتیح میں شیخ رحمانیؒ نے احادیث طیبہ کی تخریج کا التزام کیا ہے۔

10۔احادیث کی استنادی حیثیت پر آپؒ شافی وکافی کلام ذکر کرتے ہیں جو کہ بنیادی ادلہ سے مزین ہوتا ہے۔

11۔متعدد مقامات پر آپؒ کسی حدیث کی گواہی اور تائید کی غرض سے مزید مؤید روایات کو بھی شرح کا حصہ بنادیتے ہیں۔

12۔ ''مرعاۃ المفاتیح'' کی ابتدا میں شیخ رحمانیؒ کے فرزند ارجمند شیخ عبد الرحمن مدنی نے اصول حدیث کا ایک مختصر و جامع رسالہ شامل کیا ہے جس کا عنوان ''تحفۃ اھل الفکر فی مصطلح اھل الاثر'' ہے۔ یہ مختصر رسالہ فقط 32 صفحات پر محیط ہے ۔اور اصول حدیث کی منجملہ ابحاث کا احاطہ کرتا ہے۔

توضیح متن میں شیخ رحمانی اسلوب کا:

شروحاتِ حدیث میں اصل معاملہ متن میں مذکور احادیث مبارکہ کی توضیح اور تبیین ہوتا ہے تاکہ قاری کو علم ہو سکے کہ نبی کریم ﷺ کے فرامین طیبہ کیا ہیں اور ان سے مراد کیا ہے۔ فہمِ حدیث سے ہی تفقہ فی الدین اور مسائل کا درست فہم حاصل ہوتا ہے۔ شیخ رحمانیؒ نے اس چیز پر خصوصی توجہ دی اور توضیح متن میں حتی الوسع آسان اور عام فہم عبارات و الفاظ کا استعمال کیا۔ جیسا کہ ابتدا میں وضاحت کی گئی ہے کہ ''مرعاۃ المفاتیح'' مفصل شروحات حدیث میں شمار کی جاتی ہے تو اس کا بالتفصیل احاطہ و دراسہ ممکن نہیں کہ چند سطور میں بیان کر دیا جائے۔ بنا بریں توضیح متن میں شیخ عبید اللہ رحمانیؒ نے جو اسالیب اختیار کیے ہیں ان کا اجمالی بیان درج ذیل سطور میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

راوی حدیث کا تعارف:

شرح میں شیخ رحمانیؒ نے اس بات کا التزام کیا کہ راویِ حدیث کا جامع تعارف آپ بیان کر دیتے ہیں۔ یہ حدیث کی شرح کا نکتہ ابتداء ہے۔ راوی کا تعارف ہی طالب و قاری حدیث کو اس علم میں مزید راغب ہونے کی ہمت و حوصلہ فراہم کرتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ کیسے یہ مذکورہ راوی علم حدیث کی تڑپ لیے آیا، نبی کریم ﷺ کے سامنے زانوائے تلمذ طے کیے اور حدیث کی مسند کا وارث بنا اور آپ علیہ الصلاۃ والسلام سے بلاواسطہ کسب فیض حاصل کیا۔ اس سے اس طالب حدیث کو علمِ اسماء الرجال کی طرف رہنمائی مل جاتی ہے اور اس میں فطری طور پر راویان حدیث کے احوال کے مطالعہ کا ذوق پروان چڑھتا ہے۔ راوی کا تعارف جس جامع انداز میں شیخ رحمانیؒ بیان کرتے ہیں اس کی ایک مثال ملاحظہ ہو: کتاب الایمان میں امام خطیب ترمذیؒ نے حدیث جبرائیلؑ، عن عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کے اواخر میں سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا جس کی شرح کے دوران شیخ رحمانی رقمطراز ہیں:

> "الدوسي اليماني الصحابي الجليل حافظ الصحابة الفقيه كان من أوعية العلم ومن كبار أئمة الفتوى مع الجلالة والعبادة والتواضع، واختلف في اسمه واسم أبيه اختلافا كثيرا يبلغ إلى نحو ثلاثين قولا... وقال أبو أحمد الحاكم في الكنى: أصح شيء في اسم أبي هريرة عبد الرحمن بن صخر، وقد غلبت عليه كنيته، فهو كمن لا اسم له غيرها... إلخ".(٢)

راویِ حدیث سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ جامع و مفصل تعارف 15 سطور پر مرقوم ہے۔ یہاں اختصار کرتے ہوئے بطور نمونہ اقتباس میں شرح سے فقط چند سطور ذکر کی گئی ہیں۔ راوی حدیث کے تعارف میں شیخ رحمانیؒ نے چند امور واضح کیے کہ جس سے یہ تعارف شافی اور کافی ہو جاتا ہے۔ مثلاً:

1. راوی حدیث کا کے قبیلے کا ذکر کیا۔
2. راوی کا مقام اور مرتبہ بیان کیا۔
3. راوی حدیث اور ان کے والد کے اسماء کے اختلاف کا قول ذکر کر کے مع دلیل راجح قول کو نقل کر دیا۔
4. راوی حدیث کے قبول اسلام کے وقت اور زمانے کا ذکر کیا۔
5. علم حدیث میں راوی حدیث کی رغبت، شوق اور نبی کریم ﷺ کی ان کے متعلق برکت کی دعا کا ذکر کیا۔
6. راوی حدیث سے احادیث اخذ کرنے والے صحابہ وتابعین کا ذکر کیا اور اس ضمن میں امام محمد بن اسماعیل البخاریؒ کے اقوال نقل کیے۔
7. راوی حدیث ہی کی زبانی ان کی کنیت (ابو ہریرہ) کا قصہ بیان کیا کہ کیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کنیت ابو ھریرہ رکھی تھی۔
8. راوی حدیث کی وفات اور جنازہ کا ذکر کیا اور اس کی بابت ''الاستیعاب'' سے قول نقل کیا۔ الغرض مکمل شرح میں تراجمِ رواۃ کو شیخ رحمانیؒ نے مفصل، مفید اور جامع بنایا ہے۔

مبہم الفاظ کی وضاحت:

روایتِ حدیث میں بسا اوقات مبہم وغریب الفاظ آجاتے ہیں۔ جن کی وضاحت کرنا از حد ضروری ہوتا ہے۔ شیخ رحمانیؒ ان مبہمات کی توضیح کا خاص التزام کرتے ہیں۔ اس بابت کبھی تو آپؒ اختصار سے توضیح بیان کر دیتے ہیں۔ اس کی مثال ملاحظہ ہو: گزشتہ اقتباس جس مقام سے پیش کیا گیا وہاں امام خطیب تبریزیؒ رقمطراز ہیں:

"ورواه أبو هريرة مع اختلاف".[۳]

''اس روایت کو سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے اختلاف کے ساتھ ذکر کیا''

یہاں لفظ اختلاف مبہم تھا کہ سیدنا عمر بن خطاب اور سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہما کی بیان کردہ روایات میں کس نوعیت کا اختلاف ہے! اس کے وضاحت شیخ عبید اللہ رحمانیؒ نے اختصار کے ساتھ بیان کی۔ آپ فرماتے ہیں:

"(مع اختلاف) أي بين بعض ألفاظها".[٤]

آپ نے وضاحت فرمائی کہ دونوں راویان حدیث کی بیان کردہ روایات میں جو اختلاف ہے وہ فقط الفاظ کے ردوبدل کا ہے ۔ کوئی اور اختلاف یہاں مراد نہیں ہے ۔ لیکن ایسا قلیل ہوتا ہے کہ شیخ رحمانیؒ مبہم الفاظ کی مختصر وضاحت فرما دیتے ہیں۔ ورنہ آپ مفصل انداز میں ہی مبہم لفظ کی یا مقام کی توضیح نقل کرتے ہیں اور یہ مفصل توضیح بسا اوقات ایک صفحہ پر بھی محیط ہو جاتی ہے ۔ توضیح الفاظ میں اختصار کی ایک اور مثال ملاحظہ ہو: امام خطیب تبریزیؒ کتاب الایمان میں سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت لائے کہ جس میں راوی حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مبارک مجلس کے احوال ذکر فرماتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

"فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم من بين أظهرنا فأبطأ علينا".(٥)

درج بالا روایت کے جز میں دو الفاظ مبہم اور توضیح طلب ہیں۔ پہلا ''من بین اظہرنا'' جبکہ دوسرا ''فابطاء'' ہے۔ شیخ رحمانیؒ نے خلاف مزاج یہاں اختصار کے ساتھ ان کی توضیح رقم فرمادی۔ آپ فرماتے ہیں:

"(من بين أظهرنا) أظهر زائد للتأكيد، أي: من بيننا، (فأبطأ علينا) أي: مكث وتوقف عنا كثيرا".(٦)

شیخ رحمانیؒ نے وضاحت فرمائی کہ اس جملہ میں ''من بین اظہرنا'' میں ''اظہر'' یعنی پیٹھ/پشت کا لفظ زائد ہے اور تاکید کے لئے استعمال ہوا ہے۔ جبکہ ''ابطاء'' کے متعلق آپؒ نے لغوی بحث سے احتراز کرتے ہوئے فقط یہ وضاحت کی کہ اس کا مطلب ہے رکنا اور کثیر وقت کے لیے قول سے توقف اختیار کرنا ہے۔ ''ابطاء'' فعل ماضی کا صیغہ ہے۔ شیخ رحمانیؒ نے اس کی کوئی بھی لغوی یا صرفی و نحوی بحث اختصار کے پیش نظر درج نہیں کی۔ جبکہ لغوی اور صرفی و نحوی ابحاث توضیح متن کے لیے ضروری ہوتی ہیں۔ شیخ رحمانیؒ نے جہاں مفصل انداز میں توضیحات درج کی ہیں وہاں ان ابحاث کا بھی التزام کیا ہے۔ ذیل میں اس بابت امثلہ مذکور ہیں۔

لفظ حدیث کے اعراب کی وضاحت لغوی (نحوی و صرفی) طور پر:

عربی زبان انتہائی فصیح و بلیغ ہے۔ اعراب کے معمولی فرق سے معانی و مفاہیم میں تبدیلی واقع ہو جاتی ہے۔ جبکہ اعراب کی تبدیلی سے جملے کی ترتیب اور ترجمہ بھی یکسر مختلف ہو جاتا ہے۔ متن حدیث میں الفاظ کے اعراب کی بابت شیخ رحمانیؒ توضیحات درج فرماتے ہیں اور بالفرض ایک لفظ پر اگر متعدد اعراب پڑھنے ممکن ہوں تو آپ وہ بیان کر کے ہر ایک اعراب کی توجیہ بھی بیان کر دیتے ہیں تاکہ پڑھنے والے کو ترجمہ اور ترکیب میں دقت نہ ہو اور اسے معلوم ہو کہ وہ جو اعراب پڑھ رہا ہے وہ کیوں پڑھ رہا ہے۔ اس کی مثال درج بالا حدیث یعنی گزشتہ اقتباس جس مقام سے نقل کیا اس میں ہی موجود ہے۔ حدیث مبارکہ کے الفاظ ہیں:

"فإذا ربيع يدخل في جوف حائط من بئر خارجة".(٧)

''اچانک ایک ربیع (ندی) تھی جو باہر کے کنویں سے باغ کی دیوار میں داخل ہوئی تھی''

درج بالا حدیث کے ٹکڑے میں کلمہ ''خارجة'' پر متفرق اعراب پڑھنے ممکن ہیں جبکہ ان سے معانی پر بھی کوئی خاص فرق نہیں پڑتا۔ یعنی مفہوم حدیث اعراب کی تبدیلی کی وجہ سے متاثر نہیں ہوتا۔ یہاں اصل معاملہ یہ ہے کہ طالب حدیث اس امر سے واقف ہو کہ اگر کسی لفظ پر متعدد اعراب پڑھنے ممکن ہیں تو ان کو پڑھنے کی وجوہات کیا ہیں یعنی ترکیب میں وہ کیا بن رہا ہے۔ اسے ''وجہ الاعراب'' کہا جاتا ہے۔ یہ عبارت کا اہم ترین جز ہوتا ہے۔ کہ معلوم ہو کہ کسی لفظ پر

نصب/ فتحہ پڑھا تو کس وجہ سے پڑھا، کسرہ/ جر پڑھی تو کس وجہ سے پڑھی، ضمہ/ پیش کسی لفظ پر پڑھا تو کیوں پڑھا وغیرہ۔درج بالا لفظ"خارجة"کے اعراب کی بابت شیخ رحمانیؒ رقمطراز ہیں:

"(خارجة) روي على ثلاثة أوجه: أحدها: التنوين في بئر وفي خارجة على أن خارجة صفة لبئر. والثاني: بئر خارجه، بتنوين بئر وبها في آخر خارجه مضمومة، وهي هاء الضمير للحائط، أي: البئر في موضوع خارج عن الحائط. والثالث: من بئرِ خارجة، بإضافة بئر إلى خارجة، آخره تاء التانيث، وهو اسم رجل، والوجه الأول هو المشهور الظاهر. قال النوويؒ: هكذا ضبطناه، بالتنوين في بئر وخارجة، ولذا نقله ابن الصلاح".(٨)

شیخ رحمانیؒ نے وضاحت کی کہ "خارجة" پر تین طرح کا اعراب پڑھا گیا ہے۔**اولا:** "بئر" اور "خارجة" دونوں پر تنوین کے ساتھ اس صورت میں "بئر" موصوف اور "خارجة" اسکی صفت بن جائے گی۔**ثانیاً:** "خارجة" کے آخر کو ھا (ضمیر) بنانا، کہ جس کا مرجع "حائط" ہوگا۔**ثالثاً:** "بئر" کو مضاف اور "خارجة" کو مضاف الیہ بنانا۔درج بالا سطور میں آپؒ نے وضاحت کردی کہ اگر کوئی اعراب یہاں پڑھا جائے گا کہ جو ممکن ہو تو اس کی وجہ کیا ہوگی۔وہ ممکنہ وجوہ آپ نے بیان کردیں۔

بعدازاں آپ نے دوائمہ کرام،امام نووی اور امام ابن الصلاح رحمہ اللہ کہ جو علم حدیث میں ایک نمایاں مقام اور مرتبہ کے حامل ہیں،کے اقوال کے ذکر سے پہلی صورت (موصوف صفت والی ترکیب اور وجہ الاعراب) کو راجح قرار دیا۔ گویا آپؒ لغوی ابحاث میں بھی ادلہ کے بغیر کوئی رائے قائم نہیں کرتے۔امام نوویؒ کا قول اس بابت بایں طور نقل کیا کیونکہ یہ حدیث مبارکہ صحیح مسلم میں موجود ہے گویا اس شرح یعنی "مرعاۃ المفاتیح" کی تالیف کے وقت شیخ رحمانیؒ کے پیش نظر امہات الکتب کی شروحات بھی تھیں۔جو کہ مرعاۃ کے لیے مصدر اور مرجع تھیں۔

درج بالا بحث تو اسم پر متعدد اعراب پڑھنے اور ان کی توجیہات کی بابت تھی۔اس طرح بعض اوقات کسی فعل کے صیغہ کی تعیین میں بھی متفرق آرا ائمہ لغت کے ہاں پائی جاتی ہیں۔اگر کسی مقام پر اس طرح کا کوئی صیغہ وارد ہوا کہ اس کے فعل کی تعیین میں متفرق آراء وارد ہوئیں کہ بعض ائمہ لغت نے اس صیغہ کو فعل معلوم کا صیغہ شمار کیا اور بعض ائمہ لغت نے اسے فعل مجہول کا صیغہ قرار دیا تو اس کی توضیح اور توجیہ شیخ رحمانیؒ نے بیان فرمادی۔اس کی مثال ملاحظہ ہو:امام خطیب تبریزیؒ نے کتاب العلم میں سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت ذکر کی کہ جس میں الفاظ ہیں:

"من سن في الإسلام سنة حسنة فله أجرها وأجر من عمل بها من بعده، من غير أن ينقص من أجورهم شيء".(٩)

"جو شخص اسلام میں اچھا طریقہ شروع کرے اس کے لیے اپنا بھی اجر ہے اور جو شخص اس کے بعد عمل کرے اس کا بھی اجر ہوگا،بغیر اس کے کہ کسی کے اجر سے کم کیا جائے"۔

درج بالا روایت کے ٹکڑے میں لفظ "ینقص" کی بابت ائمہ لغت نے مختلف آراء بیان کیں کہ آیا یہ لفظ فعل مجہول کا صیغہ ہے یا فعل معلوم کا۔ شیخ عبید اللہ رحمانیؒ اس بابت وضاحت فرمائے ہوئے بیان کرتے ہیں:

"على البناء للمفعول، وجوز أن يكون معلوما؛ لأنه متعد ولازم".(١٠)

آپ نے ''ینقص'' کی وضاحت میں تین باتیں بیان فرمائی ہیں:

اولاً: یہ وضاحت کی کہ اسے دونوں طرح پڑھنا یعنی فعل معلوم یا فعل مجہول کا صیغہ بنانا جائز ہے۔

ثانیاً: وضاحت کی یہ فعل بطور متعدی اور لازم دونوں طرح مستعمل ہے۔

ثالثاً: آپؒ نے اس کے فعل مجہول ہونے کو راجح قرار دیا، بایں وجہ اس بات کا ذکر اس لفظ کی شرح میں مقدم رکھا۔

بسا اوقات شیخ رحمانیؒ متن حدیث کے کسی مبہم لفظ کی نحوی و صرفی حیثیت کو فقط اختصار کے ساتھ بیان کرتے ہیں اور مزید کسی قسم کی تفصیل سے اجتناب برتتے ہیں۔ اس کی مثال ملاحظہ ہو: کتاب الطہارۃ، باب سنن الوضوء کے ذیل میں امام خطیب تبریزیؒ سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ ایک روایت لائے کہ جس میں درج ذیل الفاظ ہیں:

"قال: أي بُني، سل الله الجنة".(١١)

''سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے کہا، اے میری چھوٹے بیٹے! اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کر''۔

درج بالا روایت میں نحوی اعتبار سے پہلے دو الفاظ ''ای اور بنی'' وضاحت طلب تھے۔ جبکہ صرفی اعتبار سے ''سل'' مزید کلام کا متقاضی تھا۔ شیخ رحمانیؒ نے اختصار کے ساتھ اس پر تعلیق درج کی۔ آپ رقمطراز ہیں:

"(أي): بفتح الهمزة وسكون الياء، حرف نداء، ينادى به القريب، (بنيّ): تصغير للابن، مضافا إلى ياء المتكلم، (سل): أمر من سأل يسأل".(١٢)

''لفظ ''ای'' یہ لفظ ہمزہ کے فتحہ کے ساتھ اور یاء کے سکون کے ساتھ ہے۔ حرف نداء ہے۔ اس سے قریب والے کو نداء دی جاتی ہے۔ ''بنی'' ابن کی تصغیر ہے اور یہ کلمہ یائے متکلم کی طرف مضاف ہے۔ ''سل'' یہ باب سأل یسأل سے فعل امر کا صیغہ ہے''۔

شیخ رحمانیؒ نے درج بالا حدیث میں اختصار کے ساتھ توضیح طلب مقامات کی تبیین فرمادی۔ اس توضیح کو چند نکات کی صورت میں بیان کرتے ہیں۔ تاکہ تفہیم آسان اور سہل ہو جائے۔

اولاً: شارح نے وضاحت فرمائی کہ ''أی'' کا لفظ لغت عرب میں قریب والے فرد کو نداء دینے کے لیے (پکارنے کے لیے) استعمال کیا جاتا ہے بعید کی نداء کے لیے یہ مستعمل نہیں ہے۔

ثانیاً: شارح نے لفظ ''بنی'' کی بابت واضح کیا کہ یہ ''ابن'' کی تصغیر ہے اور اس کلمہ کے آخر میں دو ''ی'' ہیں ایک یا بنی کی ہے جبکہ دوسری یا، یائے متکلم ہے۔ بنا بریں اس کلمہ کے آخر میں "ی" پر تشدید ہے۔ یعنی اس لفظ کا درست ترجمہ ہوا (اے میرے چھوٹے بیٹے)۔

ثالثاً: شارح نے فعل کے صیغہ ''سل'' کی وضاحت کہ یہ باب سَاَل یسئَل / فتح یفتح (ثلاثی مجرد) سے فعل امر کا صیغہ ہے۔ الفاظ وصیغ کی بحث میں بسا اوقات شیخ رحمانیؒ صیغہ کا فقط فعل معلوم یا فعل مجہول سے ہونا ذکر کر دیتے ہیں جبکہ اس کے باب وغیرہ یا اعراب وغیرہ کی بابت کوئی کلام ذکر نہیں کرتے۔ اس کی ایک مثال ملاحظہ ہو: کتاب الطهارة، باب سنن الوضوء کے ذیل میں امام خطیب تبریزیؒ ایک روایت لائے جس کے الفاظ درج ذیل ہیں:

"أنّ رسول الله ﷺ كان أُمر بالوضوء لكل صلاة، طاهراً كان أو غير طاهر".(۱۳)

''بے شک رسول اللہ ﷺ کو ہر نماز کے لیے وضو کرنے کا حکم دیا گیا تھا، چاہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم طہارت کی حالت میں ہوں یا نہ ہوں''

درج بالا روایت میں وارد ہونے والے فعل کے صیغہ ''اُمر'' کی بابت وضاحت ذکر کرنا ضروری تھی کہ آیا یہ صیغہ فعل معلوم کا ہے یا فعل مجہول کا ہے۔ کیونکہ عبارت کے ظاہر سے دونوں طرف احتمال پیدا ہو رہا تھا۔ شیخ رحمانیؒ نے اس صیغہ کے فعل کی تقیید فرما دی۔ آپؒ رقمطراز ہیں:

"كان أُمر، بصيغة المجهول".(۱٤)

''آپ ﷺ کو حکم دیا گیا: (کان امر)، امر، مجہول کے صیغہ کے ساتھ''

آپؒ نے وضاحت کی کہ حدیث مبارکہ میں وارد یہ صیغہ فعل مجہول کا ہے۔ یعنی عبارت کا معنٰی یہ ہوا (کہ رسول ﷺ کو اللہ کی طرف سے یہ حکم دیا گیا تھا)۔

قراءات کے اختلاف کی وجہ سے معنٰی میں وارد ہونے والی تبدیلی کا بیان:

الفاظ حدیث ہی کی توضیح وتبیین کے ضمن میں شیخ عبید اللہ رحمانیؒ مبارکپوری بعض مقامات پر مختلف قراءات متواترہ کے لفظی تغیر کی وجہ سے وارد ہونے والی اعرابی تبدیلی کی بھی توجیہ وتبیین ذکر فرما دیتے ہیں۔ تاکہ متن حدیث کے اس خاص مقام کو پڑھنے والا اس بات سے واقف ہو سکے کہ اعراب کی قراءات متواترہ میں تبدیلی سے مفہوم آیت پر کیا اثر واقع ہوتا ہے۔ اس طرح کے مقام کی ایک مثال ملاحظہ ہو: امام خطیب تبریزیؒ کتاب العلم کی دوسری فصل میں سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ ایک روایت لائے کہ جس میں یہ آیت مبارکہ: ﴿إِنَّمَا يَخْشَى ٱللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ ٱلْعُلَمَٰٓؤُا۟﴾ مذکور ہے۔ اس آیت مبارکہ میں لفظِ جلالہ ''اللہ'' منصوب ہے کہ ترکیب جملہ میں یہ لفظ مفعول بہ بن رہا ہے۔ جبکہ آیت میں مذکور لفظ ''العلماءُ'' ترکیب جملہ میں فاعل ہونے کی بنا پر مرفوع ہے۔ ایک قراءت میں لفظِ جلالہ ''اللہ'' کو مرفوع اور لفظ ''العلماء'' کو منصوب پڑھا گیا ہے۔ جس کا ظاہری معنٰی یہ بنتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ علم والوں سے خشیت کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ معنٰی اور مطلب ظاہراً ایسے ہے کہ گویا اللہ جل شانہ کی شان اعلیٰ وارفع کے منافی معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ

تبارک وتعالیٰ علم والوں سے خشیت کا اظہار کریں؟ اب اس کی توضیح اور توحید شیخ عبد اللہ رحمانیؒ نے درج ذیل الفاظ میں بیان فرمائی:

"وقرئ في الشواذ برفع الجلالة ونصب العلماء، أي: يعظمهم على التجريد، قيل: هو استشهاد لبيان علة الفضل، وحاصله: أنّ العلم يورث الخشية لكون صاحبه أكثر معرفة بالله وبجلاله وكبريائه، والخشية تنتج التقوى، وهو موجب الأكرمية والأفضلية، قال تعالىٰ: ﴿إِنَّ أَكۡرَمَكُمۡ عِندَ ٱللَّهِ أَتۡقَىٰكُمۡۚ﴾ ٤٩:١٣)، وفيه إشارة إلى أن من لم يكن علمه كذلك فهو كالجاهل، بل هو الجاهل".(١٥)

شیخ رحمانیؒ نے وضاحت فرمائی کی اگر لفظ جلالہ کو مرفوع اور لفظ "العلماء" کو منصوب پڑھا جائے تو پھر توجیہ یہ بیان کی جائے گی کہ علم انسان کو خشیت عطا کرتا ہے۔ خشیت ایسے خوف کو کہا جاتا ہے کہ جس میں تعظیم اور احترام شامل ہوں ۔ خشیت ایک عالم میں اس لیے پیدا ہوتی ہے کہ وہ اللہ رب العزت کی معرفت اور اس کے جلال اور کبریائی سے بخوبی واقف ہوتا ہے اور خشیتِ الٰہی ہی انسان کے دل میں تقویٰ اور للہیت کے پروان چڑھنے کا پیش خیمہ ہے۔ جبکہ اللہ رب العزت نے سورۃ حجرات میں یہ واضح فرمادیا کہ اللہ رب العزت کے ہاں عزت واحترام اور مقام والا وہ بندہ ہے جو متقی اور پرہیزگار ہو۔ تو گویا اس آیت مبارکہ میں ایک قراءت شاذہ میں لفظ جلالہ کو مرفوع پڑھنے کا درست مفہوم اور توجیہ یہ ہوئی کہ اللہ رب العزت علمائے کرام کا اکرام کرکے انہیں اعلیٰ مقام اور مرتبہ سے نوازتا ہے۔ شیخ رحمانیؒ کا اس قبیل کی ابحاث کو اپنی شرح کا حصہ بنانا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپؒ کو علوم القرآن میں بھی خاص شغف تھا۔

متفرد روایات کی نشاندہی:

بعض ایسی روایات ذخیرہ حدیث میں وارد ہوتی ہیں کہ جو فقط کسی ایک راوی حدیث نے ذکر کی ہوتی ہیں۔ اس قبیل کی روایات کو اصولِ حدیث کی اصطلاح میں "غریب یا متفرد روایات" کہا جاتا ہے۔ بعض روایات کسی ایک امام نے اپنی کتب میں بیان کی ہوتی ہیں اور ان روایات کو ان کے ہم عصر دیگر کبار محدثین نے اپنی کتب وغیرہ میں بیان نہیں کیا ہوتا۔ ایسی روایات کی بابت علوم حدیث میں یہ کہا جاتا کہ فلاں امام ان روایات کو بیان کرنے میں متفرد (اکیلا) ہے۔ جبکہ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ روایات کے بعض مخصوص الفاظ ذکر کرنے میں کوئی امام متفرد ہوتا ہے۔ یعنی دیگر ائمہ حدیث نے وہ روایات تو بیان کی ہوتی ہیں لیکن ان کے بیان کردہ الفاظ تبدیل ہوتے ہیں، یعنی دیگر ائمہ حدیث نے ان روایات کو بالمعنیٰ نقل کیا ہوتا ہے۔ ایسے معاملہ پر کہا جاتا ہے کہ فلاں امام ان مخصوص الفاظ کے بیان کے ساتھ متفرد یعنی اکیلا ہے۔ یہاں یہ بات واضح رہے کہ روایات کے بیان اور ذکر میں تفرد کا پایا جانا حدیث کی صحت کے منافی نہیں ہے۔ بشرط یہ کہ کوئی مخفی علت یا شذوذ اس متفرد روایت میں موجود نہ ہوں۔ یہ تفرداتِ حدیث فقط اس عالم بالحدیث کو معلوم ہوتے ہیں جو احادیث مبارکہ پر گہری گرفت رکھتا ہو اور اسے علم حدیث کے ساتھ خاص وابستگی حاصل ہو۔ شیخ عبد اللہ رحمانیؒ کو حدیث

کے علم سے خاص وابستگی اللہ رب العزت کی طرف سے ودیعت تھی۔ احادیث مبارکہ کے گہرے مطالعہ کی بناپر آپؒ کو ان تفرداتِ حدیث کا کافی علم ازبر تھا۔ اگر متن حدیث یعنی ''مشکوۃ المصابیح'' میں کسی مقام پر ایسی روایات وارد ہوئیں کہ جہاں کسی بھی قسم کا کوئی تفرد یا غرابت پائی گئی تو شیخ رحمانیؒ نے اپنی اس شرح میں اس کی نشاندہی فرمائی ہے۔ تفرد وغرابت کے بیان اور توضیح کی ایک مثال ملاحظہ ہو: امام خطیب تبریزیؒ نے کتاب الطہارۃ میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی ایک بیان کردہ روایت لائے جس کا متن درج ذیل ہے:

"وعن عثمان قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما من امرئ مسلم تحضره صلاة مكتوبة فيحسن وضوءها وخشوعها وركوعها إلا كانت كفارة لما قبلها من الذنوب ما لم يؤت كبيرة، وذلك الدهر كله- رواه مسلم".(١٦)

''سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بھی مسلمان فرض نماز کا وقت پائے پس اچھی طرح وضو کرے، خشوع اس کا رکوع اس کا (یعنی نماز اچھی طرح سے ادا کرے) تو وہ نماز اس کے اگلے گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے یہاں تک کے وہ کبیرہ گناہ نہ کرے یہ ہمیشہ ہوتا رہتا ہے''

درج بالا روایت کا اصل مصدر صحیح مسلم ہے لیکن شیخ عبید اللہ رحمانیؒ اس روایت کا ایک ایسا فائدہ بیان کرتے ہیں جو آپ کی علم حدیث میں قد کاٹھ اور علمی جلالت کا مظہر ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں:

"هو من مفاريد مسلم، لم يروه بهذا اللفظ غيره".(١٧)

''یہ روایت امام مسلمؒ کے تفردات میں سے ہے۔ ان الفاظ کے ساتھ کسی اور (امام) نے یہ روایت بیان نہیں کی''

آپ نے یہ فائدہ بیان کیا کے ان وارد الفاظ کے ساتھ اس روایت حدیث کو بیان کرنے میں امام مسلمؒ متفرد ہیں۔ ان کے علاوہ یہ روایت بالمعنی تو دیگر ائمہ حدیث نے بھی اپنی کتب احادیث میں نقل کی ہے لیکن یہ مخصوص الفاظ فقط امام مسلمؒ کی بیان کردہ روایت میں ہی موجود ہیں۔

ناسخ اور منسوخ روایات کا بیان:

ناسخ اور منسوخ کی بحث علوم دینیہ میں انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ جتنی یہ مہم بحث ہے اس قدر ہی یہ دقیق اور مشکل بحث بھی ہے۔ اس فن میں فقط کبار علمائے حدیث نے ہی طبع آزمائی کی ہے کیونکہ اس دقیق علم میں صرف وہی فرد ہی رائے قائم کر سکتا ہے جس کو احادیث مبارکہ کے عظیم اور ضخیم خزانہ پر کامل دسترس حاصل ہو اور جو روایات کے محل اور مقام سے بخوبی واقف ہو اور جسے مسائل فقہیہ پر بھی استحضار حاصل ہو۔

اللہ رب العزت نے شیخ عبید اللہ رحمانی مبارکپوریؒ کو علوم حدیث کی اس شاخ میں سے بھی وافر حصہ عطا کیا تھا۔ آپ ناسخ اور مسوخ روایات کے بیان پر دسترس رکھتے تھے۔ کسی مقام پر متن حدیث میں کسی ایسی روایت کا ذکر آیا کہ جو منسوخ شدہ تھی اور جس کا حکم ساقط ہو چکا تھا تو آپؒ نے اس مقام کی مکمل توضیح کو شرح میں بیان فرمایا تاکہ قاری حدیث اور باحثِ

حدیث متن کی توضیح و تبیین میں کسی قسم کی دشواری کا شکار نہ ہو اور اس کے لیے استنباطِ مسائل آسان ہو جائے۔ اس قبیل کی ایک مثال ملاحظہ ہو کہ جہاں شیخ رحمانیؒ نے ناسخ و منسوخ کی بحث پر کلام ذکر کیا: امام خطیب تبریزیؒ کتاب الطهارة، باب الغسل کی فصل اول میں سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی ایک بیان کردہ روایت لائے کہ جس کے الفاظ درج ذیل ہیں:

"وعن أبي سعيد قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الماء من الماء. رواه مسلم".(١٨)

"سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانی (غسل جنابت) پانی (انزال) سے ہے"

درج بالا حدیث مبارکہ کا تعلق غسل جنابت کے باب سے ہے۔ اس حدیث مبارکہ کا متن یہ ہے کہ بغیر انزال کے غسل جنابت واجب نہیں ہوتا۔ جبکہ اس حدیث مبارکہ کے ذیل میں امام خطیب تبریزیؒ امام بغویؒ کا قول لائے، آپؒ فرماتے ہیں:

"قال الشيخ الإمام محيي السنة رحمه الله: هذا منسوخ".(١٩)

کہ امام محی السنۃ۔ امام بغویؒ نے فرمایا کہ یہ حدیث مبارکہ منسوخ ہے۔ جبکہ اس حدیث مبارکہ کے منسوخ ہونے کی بابت مزید کوئی وضاحت متن میں موجود نہیں ہے۔ شیخ رحمانیؒ نے اس حدیث مبارکہ کی توضیح کرتے ہوئے 23 سطور پر مشتمل مفصل بحث تالیف فرمائی جس کے جیدہ مقامات درج ذیل ہیں کہ مکمل بحث کو نقل کرنا طوالت کا باعث ہوگا، آپؒ اس بابت رقمطراز ہیں:

"(منسوخ) " بحديث سهل بن سعد عن أبي كعب، قال: إنما كان الماء من الماء رخصة في أول الإسلام، ثم أمرنا بالاغتسال بعد، أخرجه أحمد والدارمي والترمذي وأبو داود وابن ماجه والبيهقي والدارقطني، وصححه ابن خزيمة وابن حبان، وقال الإسماعيلي: أنه صحيح على شرط البخاري، وبحديث رافع ابن خديج قال: ناداني رسول الله ... ثم أمرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد ذلك بالغسل، أخرجه أحمد (٤/ ١٤٣). وذكره الحازمي في كتابه الناسخ و المنسوخ (ص: ٢٢) وحسنه، وفي تحسينه نظر، وبالجملة: الحديثان صريحان في النسخ ... إلخ".(٢٠)

غسل جنابت کی بابت درج بالا حدیث مبارکہ کہ جو منسوخ قرار دی گئی تھی، اس کے متعلق شیخ رحمانیؒ نے مفصل کلام اپنی شرح کا حصہ بنایا ہے۔ اس بحث میں سے چیدہ جملے اقتباس کا حصہ بنائے گئے ہیں۔ شیخ رحمانیؒ کی بیان کردہ اس بحث کو نکات کی صورت میں بیان کرنا تفہیم کے لیے آسان ہے:

اولاً: شارح نے منسوخ حدیث کی ناسخ متعدد احادیث مبارکہ کے متون ذکر کیے۔

ثانیاً: شارح نے ان ناسخ احادیث مبارکہ کی مفصل تخریج ذکر کی۔ جس سے قاری کو ان کا مطالعہ کرنا اور ان تک رسائی حاصل کرنا آسان ہو گیا۔

ثالثاً: شارح نے ناسخ احادیث کی اسناد کی صحت کی بابت ممتاز ائمہ حدیث کے اقوال وآراء کی بحث کو یہاں شامل کیا۔

رابعاً: بالفرض اگر درج بالا فقہی مسئلہ میں ناسخ منسوخ کی بحث کے علاوہ اس مقام پر اگر راجح اور مرجوح کی بحث کو زیرِ بحث لایا جاتا تو شیخ رحمانیؒ نے اس بابت امیر یمانی رحمہ اللہ کے قول اور رائے کے مطابق ایک راجح روایت کی طرف بھی اشارہ کر دیا۔

خامساً: اس فقہی مسئلہ کی بابت شیخ رحمانیؒ نے امام شافعیؒ کا ایک قول بھی تعلیقاً وتائیداً درج کر دیا۔ گویا ناسخ اور مسوخ کی اس بحث کے بیان میں شیخ رحمانیؒ نے حتی الوسع بات کو تمام تر ممکنہ پہلوؤں سے واضح بیان کرنے کی سعی کی ہے۔ جو کہ اس بحث کو مزید متنوع بنا دیتی ہے۔

تخریج حدیث کا التزام:

تخریج حدیث کا علم اور بیان ذکر کردہ روایت کے دیگر طرق اور شواہد تک قاری حدیث اور باحث حدیث (حدیث پر تحقیق کرنے والا) کی رسائی کو آسان بنا دیتا ہے۔ تخریجِ حدیث کے کئی اہم فوائد ہیں جن میں سے ایک اہم فائدہ یہ ہے کہ اگر کسی حدیث مبارکہ کی سند بعد از تحقیق وبحث ضعیف ثابت ہوتی ہے تو اس کے دیگر طرق اور شواہد بسا اوقات صحیح ثابت ہو جاتے ہیں اور ان طرق وشواہد کی بنیاد پر مذکورہ متن حدیث قابل عمل اور قابل حجت واستدلال قرار دیا جاتا ہے۔ احادیث کی تخریج سے طلبہ حدیث میں مزید مطالعہ کا ذوق پروان چڑھتا ہے جس کی بنا پر وہ اپنے سبق کے علاوہ دیگر کتب احادیث سے بھی روشناس ہوتے ہیں۔ اس طرح ان میں دیگر کتب احادیث سے استفادہ کرنے کی استعداد پروان چڑھتی ہے۔

مختصر تخریج:

شیخ عبید اللہ رحمانی نے اپنی شرح ''مرعاۃ المفاتیح'' میں تخریج حدیث کا خاص التزام کیا ہے۔ لیکن یہ تخریج حدیث آپؒ کا اصل مقصد نہ تھی، بنا بریں آپؒ بعض مقامات پر اختصار کے ساتھ متن میں مذکور حدیث مبارکہ کی تخریج ذکر کر دیتے ہیں۔ تخریج بالاختصار کی مثال ملاحظہ ہو: امام خطیب تبریزیؒ کتاب الدعوات، باب الاستغفار والتوبة کی دوسری فصل میں سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردی ایک روایت لائے کہ جس آخر میں آپ فرماتے ہیں:

"رواه أحمد والترمذي وابن ماجه".(۲۱)

''اس روایت کو امام احمد بن حنبل، امام ترمذی اور امام ابن ماجہ نے روایت کیا''

اس حدیث مبارکہ کی تخریج ذکر کرتے ہوئے شیخ رحمانیؒ رقمطراز ہیں:

"(رواه أحمد: ج ٢: ص ٢٩٧) (والترمذي) في تفسير سورة المطففين، (وابن ماجه) في ذكر الذنوب من أبواب الزهد، وذكره الشوكاني في فتح القدير: ج ٥: ص ٣٩٠، وزاد نسبته لعبد ابن حميد، والنسائي وابن جرير (ج ٣: ص ٦٢) وابن المنذر وابن أبي حاتم والحاكم (ج ٥، و ج ٢ ، ص ٥١٧)، وابن مردويه والبيهقي في شعب الإيمان، وذكره المنذري في الترغيب في موضعين ونسبه لابن حبان أيضاً".(٢٢)

درج بالا تخریج جو کہ ظاہراً مفصل ہے، اسے مختصر تخریج کی قبیل سے اس لیے شمار کیا کہ تخریج حدیث کے ذیل میں ہی اکثر اوقات شیخ رحمانیؒ احادیث مبارکہ کی اسناد کی تصحیح و تضعیف کی بابت کلام اور ائمہ فن کی آراء و اقوال ذکر کر دیتے ہیں جس سے کلام اور بحث طویل ہو جاتی ہے۔ درج بالا مقام پر شیخ رحمانیؒ نے درج ذیل امور کے بیان کا التزام کیا:

اولاً: جن مصادر و مراجع کی طرف امام خطیب تبریزیؒ نے متن حدیث کے بعد اشارہ کیا، شیخ رحمانیؒ نے ان مصادر سے مذکورہ حدیث کے طرق کی تخریج ذکر کر دی۔

ثانیاً: امام خطیب تبریزیؒ کی متن کے آخر میں اشارہ کرہ مصادر کے متعلقہ ابواب و کتب کا بھی حوالہ اپنی تخریج کا حصہ بنایا۔

ثالثاً: اس مذکورہ روایت کے دیگر شواہد اور طرق متعدد کتب احادیث سے بھی بیان فرما دیئے جو اس بات کی دلیل ہے کہ شیخ رحمانیؒ کو ذخیرہ حدیث سے گہری شناسائی حاصل تھی۔

مفصل تخریج:

جیسا کہ یہ بیان گزشتہ سطور میں گزر چکا ہے کہ اکثر اوقات شیخ رحمانیؒ حدیث کی اسناد کی تصحیح و تضعیف کی بابت کلام تخریج حدیث کی بحث ہی کے ذیل میں بیان کرتے ہیں۔ اس طرح تخریج حدیث اکثر طویل بحث کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ تو گویا اس شرح کے قاری کو تخریج حدیث کے ضمن میں ہی اسناد کی بحث پڑھنے کا موقع میسر آ جاتا ہے۔ اس قبیل کی مثال ملاحظہ ہو کہ جہاں شیخ رحمانیؒ نے تخریج ذکر کرنے کے علاوہ اور بحث بھی شامل کی۔ یہاں یہ خیال رہے کہ یہ مفصل تخریج اور بحث "مرعاۃ المفاتیح" میں اکثر ہے۔ قلیل مقامات پر ہی شیخ رحمانیؒ مختصر بحث کرتے ہیں جیسا کہ گزشتہ سطور میں یہ بیان گزر چکا ہے۔ مثال درج ذیل ہے: کتاب الدعوات باب الاستغفار والتوبة کے ذیل میں ہی امام خطیب تبریزیؒ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ ایک روایت لائے۔ اس کی تخریج کرتے ہوئے شیخ رحمانیؒ رقمطراز ہیں:

"(رواه الترمذي) في الدعوات، (وابن ماجه) في ذكر التوبة، من أبواب الزهد، وأخرجه أيضا أحمد (ج ٢ ص ١٣٢،١٥٣)، والحاكم (ج ٤ ص ٢٥٧)، وأبو نعيم في الحلية (ج ٥ ص ١٩)، وذكره السيوطي في الجامع الصغير والدر المنثور(ج ٢ ص ١٣١)، وزاد نسبته لابن حبان والبيهقي في الشعب، والحديث حسنه الترمذي، وقال الحاكم: صحيح الإسناد، ووافقه الذهبي، واعلم أنه اختلفت النسخ من سنن ابن ماجه في تسمية الصحابي الذي روى هذا الحديث، ففي بعضها عبد الله بن عمر كما وقع في المسند والترمذي وأبي الحاكم والحلية وابن حبان والبيهقي، وهذا هو الصحيح، ووقع في بعضها عبد الله بن عمرو، أي: بالواو".(٢٣)

درج بالا تخریج میں شیخ رحمانی رحمہ اللہ نے درج ذیل امور کو مد نظر رکھا اور انہیں اس حدیث کی شرح و تخریج کا حصہ بنایا:

اولاً: امام خطیب تبریزیؒ کی متن حدیث میں اشارہ کردہ مقامات کی تخریج مفصل ذکر کی۔

ثانیاً: شیخ رحمانیؒ نے حدیث مبارکہ کے دیگر مصادر و مراجع سے مذکورہ روایت کی تخریج مفصل انداز میں نقل کی۔

ثالثاً: شیخ رحمانیؒ نے اس مذکورہ روایت کی سند کی صحت کی بابت امام ترمذی، امام حاکم اور امام ذھبی رحمھم اللہ کی توثیق بیان کی کہ ان ائمہ حدیث نے اس حدیث کی سند کو درست قرار دیا ہے۔

رابعاً: شیخ رحمانیؒ نے سنن ابن ماجہ میں جس مقام پر مذکورہ روایت وارد ہوئی اس کے متفرق نسخہ جات میں راوی حدیث کے نام کی بابت وارد اختلاف ذکر کیا اور بعد ازاں راجح قول کی طرف سنن ابن ماجہ کے علاوہ دیگر کتب حدیث کے حوالہ کے ساتھ رہنمائی فرمادی۔ اس اسلوب سے تخریج حدیث ذکر کرنا شیخ رحمانیؒ کا خاصہ اور اکثر عمل ہے۔

تجریح رجال میں صاحب مرعاۃ کا اسلوب:

دین اسلام ہم تک سینہ بہ سینہ پہنچا ہے۔ اس دین کی مکمل عمارت ان شخصیات پر کھڑی ہے جن کے ذریعے ہم تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سنہرے فرامین پہنچے ہیں۔ ان خوش نصیب اشخاص کی جماعت کو علوم حدیث کی اصطلاح میں "رُواۃ حدیث" کہا جاتا ہے۔ رُواۃ، راوی کی جمع ہے۔ محدثین کرام نے ان تمام کے مفصل احوال و آثار کو قلمبند کیا تاکہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی بھی قسم کی ملاوٹ، نقص اور عیب سے پاک رکھا جائے۔ رُواۃ حدیث کی کڑی کو اصطلاحاً "سلسلہ سند" کہا جاتا ہے۔ اس سلسلہ سند کی جانچ پرکھ اور پڑتال میں محدثین کرام نے کسی بھی قسم کے سقم اور عیب کو داخل نہ ہونے دیا۔ انہوں نے باقاعدہ علم اسماء الرجال اور علم جرح و تعدیل کی بنیاد رکھی اور رُواۃ حدیث کی جانچ پرکھ کے لیے کڑے و سخت اصول مقرر کیے۔ محدثین کرام کسی بھی ایسے راوی حدیث کی بات کو قبول نہ کیا کرتے کہ جس میں کسی بھی قسم کا کوئی اخلاقی عیب پایا جاتا۔ ان سخت اصولوں کی بنا پر سلسلہ سند کے ایک ایک راوی کو پرکھا جاتا ہے اور پھر اس جانچ پرکھ کی ہی بنیاد پر اس راوی کی روایت کردہ حدیث کی تصحیح یا تضعیف کی جاتی ہے۔ شیخ رحمانی نے "مرعاۃ المفاتیح" میں اس امر کا خاص التزام کیا کہ آپؒ حدیث مبارکہ کی سند میں وارد کمزور رُواۃ کی نشاندہی فرما دیتے ہیں اور ان کی تضعیف کی بابت اس فن کے کبار ائمہ کی آراء و اقوال کو ضبط تحریر میں لاتے ہیں۔ آپؒ نے مکمل شرح میں اس امر کا التزام کیا ہے۔ بطور نمونہ ایک مثال ملاحظہ ہو: امام خطیب تبریزیؒ کتاب الطھارۃ، باب الحیض کی فصل ثانی میں سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ ایک روایت لائے کہ جس کی بابت آپؒ نے محی السنۃ امام بغویؒ کا قول نقل کیا کہ اس روایت کی سند قوی نہیں ہے، اس میں کوئی کمزوری موجود ہے۔ امام بغویؒ کے اس قول پر شیخ رحمانیؒ رقمطراز ہیں:

"أخرجه أيضا أبو داود في باب المذي وضعفه، قال: ليس هو يعني الحديث ليس بقوي، أي لأن في سنده بقية بن الوليد وهو مدلس، وقد رواه عن سعد بن عبدالله الأغطش بالعنعنة، وسعد الأغطش لين الحديث، وعبد الرحمن بن عائذ لم يسمع من معاذ، فهو منقطع، قال الحافظ في التلخيص: ورواه الطبراني من رواية

إسماعيل عن سعيد بن عبدالله الخزاعی، فإن كان هو الأغطش فقد توبع بقية، وبقيت جهالة سعيد، فإنا لا نعرف أحدا وثقه، وأيضا فعبد الرحمن بن عائذ راويه عن معاذ، قال أبو حاتم: روايته عن علي مرسلة، فإذا كان كذلك فعن معاذ أشد إرسالا".(٢٤)

درج بالا تخریج حدیث اور رُواۃ پر جرح میں شیخ رحمانیؒ نے بیان کردہ حدیث مبارکہ کے ضعف کی وضاحت درج ذیل الوب سے بیان فرمائی:

اولاً: شارح نے امام ابوداؤد رحمہ اللہ سے اس مذکورہ روایت کا ایک شاہد نقل کیا اور بعد ازاں وضاحت درج کی کہ امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے بھی اس روایت کو بیان کرنے کے بعد ضعیف قرار دیا ہے۔

ثانیاً: شارح نے روایت کی وجہ ضعیف کو بیان کیا کہ اس روایت کی سند میں ایک راوی بقیہ بن ولید موجود ہے جو کہ تدلیس کرتا ہے، یہ روایت اس راوی کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے کہ تدلیس محدثین کرام کے ہاں سند میں کمزوری کا سبب ہے۔

رابعاً: شارح نے اس روایت کا ایک اور طرق بھی ذکر کیا کہ جس میں بقیہ بن ولید راوی کا واسطہ موجود نہیں تھا۔ لیکن اس دوسرے طرق میں ایک ایسا راوی موجود تھا کہ جو اپنے عنعنہ کی وجہ سے محدثین کرام کے ہاں کمزور راوی ہے۔ اس کا نام سعد الاغطش ہے۔ اس وجہ سے اس حدیث کا دوسرا طرق بھی کمزور قرار پاتا ہے۔

خامساً: شارح نے درج بالا دونوں طرق کے علاوہ امام طبرانی رحمہ اللہ سے ایک مزید طرق بھی اس روایت کے شاہد کے طور پر نقل کیا، لیکن ساتھ آپؒ نے وضاحت بیان کی کہ اس طرق میں ایک راوی سعید کی جہالت ہے اور راوی کا مجہول ہونا سند کو کمزور کرتا ہے۔ مزید یہ بھی ذکر کیا کہ اس مجہول راوی کی کسی امام یا محدث نے توثیق بھی بیان نہیں کی۔

سابعاً: شارح نے مزید کلام کرتے ہوئے ذکر کیا کہ امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے بعد والا راوی اکثر ارسال کرتا ہے۔ اس وجہ سے اس راوی والی سند منقطع ہوتی ہے جو کہ محدثین کرام کے ہاں کمزوریِ سند کی اہم وجہ ہے اور ضعف روایت کا باعث ہے۔ گویا تجریح و تضعیفِ رجال کی بحث میں شیخ عبید اللہ رحمانی مبارکپوریؒ فقط ایک ہی محدث اور امام فن کی رائے کو نقل نہیں کرتے بلکہ اس بحث کو مزید طرق و شواہد اور ان کے رواۃ کی بابت ائمہ فن کی آراء و اقوال تک طول دیتے ہیں تاکہ متن کی تضعیف کہ بابت بحث میں کسی قسم کا کوئی سقم یا کمزوری باقی نہ رہے بلکہ حکمِ حدیث صراحت کے ساتھ ہی صحیح یا ضعیف قرار دیا جا سکے۔

صاحب مرعاۃ کا اصولی ابحاث میں منہج استدلال:

عقائد اور اصول کی بحث میں مختلف مکاتیب فکر کی وجہ سے وارد ہونے والی آراء و اقوال میں نمایاں فرق اور اختلاف کا پایا جانا عام ہے۔ اہل علم کے ہاں یہ خالص علمی نوعیت کا اختلاف پایا جانا مذموم نہیں ہے کیونکہ ان کے ہاں یہ اختلاف عصبیت سے پاک ہوتا ہے۔ ہر ایک ادلہ اور براہین بنیاد پر اپنی ایک الگ رائے قائم کر لیتا ہے۔ البتہ ان مختلف فیہ آراء و اقوال میں

تمام کا ہی موقف درست ہونا یا تمام کا ہی موقف غلط ہونا بعید از امکان ہے۔ اہل علم ادلہ و براہین کی قوت کی بنیاد پر ہی ایک موقف کو قبول کرتے اور دوسرے کو رد کرتے ہیں۔

اس قبیل کی ابحاث میں شیخ عبید اللہ رحمانی مبارکپوریؒ اپنی شرح ''مرعاۃ المفاتیح'' میں منہج محدثین پر چلے ہیں یعنی آپؒ کا منہج واسلوب یہ ہے کہ مضبوط، قوی اور صحیح ترین ادلہ و براہین کو کہ جو قریب از کتاب وسنت تھیں، آپؒ نے ان کو اپنی اس شرح میں ترجیح دی ہے اور پھر اس ترجیح کے اسباب میں وارد روایات کے مصادر ومراجع کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ آپؒ مختلف فیہ اصولی وعقائدی ابحاث میں دیگر آراء واقوال کو بھی لازماً ذکر کرتے ہیں تاکہ قاری حدیث یا باحث حدیث (حدیث پر تحقیقی کام کرنے والا) ان مختلف فیہ آراء سے بھی واقف ہو سکے۔ اس ضمن میں آپؒ ان مختلف فیہ واردہ اقوال وآراء کی طرف مع ان کے ادلہ کے بیان کے ان کے مصادر ومراجع کی طرف اشارہ اور رہنمائی فرما دیتے ہیں۔

اس قبیل کی ابحاث کی امثلہ تو کثیر تعداد میں ''مرعاۃ المفاتیح'' میں مذکور ہیں۔ طوالت سے احتراز برتتے ہوئے فقط ایک مقام کی مثال اور شیخ رحمانیؒ کی اس پر تعلیق ملاحظہ ہو: مشکوۃ المصابیح کی ابتدا کتاب الایمان سے ہوتی ہے۔ ایمان کسے کہا جاتا ہے، اس کی تعریف اور مفہوم کیا ہے اور اس کی کیا تفاصیل ہیں، اس بابت فقہائے کرام اور مختلف مکاتیب فکر کے ائمہ کرام کے نزدیک اختلاف پایا جاتا ہے۔ شیخ عبید اللہ رحمانی مبارکپوریؒ نے اس محل بحث کی جملہ تفاصیل کو مفصلاً بیان کیا ہے اور منہج محدثین کے مطابق اپنی نظر میں درست رائے اور قول کو مع ادلہ و براہین کے بھی بیان فرما دیا ہے۔ ''مرعاۃ المفاتیح'' میں یہ بحث دو صفحات پر محیط ہے۔ طوالت سے احتراز کرتے ہوئے فقط یہاں مکمل بحث سے چیدہ چیدہ مقامات اقتباس میں درج کیے گئے ہیں۔ شیخ عبید اللہ رحمانیؒ رقمطراز ہیں:

"واختلفوا فيه على أقوال:

فقال الحنفية: الإيمان هو مجرد تصديق النبي صلى الله عليه وسلم فيما علم مجيئه به بالضرورة تفصيلاً في الأمور التفصيلية وإجمالا في الأمور الإجمالية، تصديقا جازما ولو بغير دليل. فالإيمان بسيط عندهم غير مركب، لا يقبل الزيادة والنقصان من حيث الكمية.

وقال المرجئة: هو اعتقاد فقط، والإقرار باللسان ليس بركن ولا شرط، وقالوا: لا حاجة إلى العمل، ومدار النجاة هو التصديق فقط، فلا يضر المعصية عندهم مع التصديق.

وقال الكرامية: هو نطق فقط، فالإقرار باللسان يكفي للنجاة عندهم، سواء وجد التصديق أم لا.

وقال السلف عن الأئمة الثلاثة مالك والشافعي وأحمد وغيرهم من أصحاب الحديث: هو اعتقاد بالقلب، ونطق باللسان وعمل بالأكان، فالإيمان عندهم مركب ذو أجزاء، والأعمال داخلة في حقيقة الإيمان. واحتجوا لذلك بالآيات والأحاديث، قد بسطها البخاري في جامعه والحافظ ابن تيمية في كتاب الإيمان.

وقال الخوارج والمعتزلة: تارك الأعمال خارج من الإيمان.

ثم اختلف هؤلاء، فقالت الخوارج: صاحب الكبيرة وكذا تارك الأعمال كافر مخلد في النار.

والمعتزلة: أثبتوا الواسطة، فقالوا: لا يقال له مؤمن ولا كافر، بل يقال له فاسق مخلد في النار. والحق ما ذهب إليه الأئمة الثلاثة والمحدثون؛ لظاهر النصوص القرآنية والحديثية".(٢٥)

درج بالا اقتباس اختصار کے ساتھ نقل کیا گیا ہے۔ جبکہ ایمان کی یہ اصولی بحث 39 سطور سے متجاوز ہے جیسا کہ اس کا بیان گزشتہ سطور میں گزر چکا ہے۔ شیخ رحمانیؒ نے اس بحث میں درج ذیل امور بیان فرمائے ہیں:

اولاً: ایمان کی بابت تفصیل کے ساتھ مختلف فرق اور گروہ کے اقوال وآراء کو یکجا کیا۔

ثانیاً: ان متعدد فرق و گروہ کی ذکر کردہ آراء واقوال کے اصل ماخذ، مصادر و مراجع کا ذکر اپنی بحث کا حصہ بنایا تاکہ قاری یا باحث ان مصادر سے استفادہ کر سکے۔

ثالثاً: ایمان کی بابت ائمہ کرام اور محدثین کی آراء واقوال کا ذکر قلمبند کیا۔

رابعاً: فاسد عقائد کے حامل فرق اور گروہ مثلاً: مرجئہ، معتزلہ، خوارج اور کرامیہ وغیرہ کے ہاں ایمان کی بحث کی بابت ان کے عقائد کا ذکر کیا۔ اس ضمن میں آپؒ نے اس بات کا خاص التزام کیا کہ ان باطل فرق کے نزدیک اگر آپس میں ایمان کی بحث میں کوئی فرق اور اختلاف وارد ہوا ہے تو اسے بھی شرح کا حصہ بنایا جائے، درج بالا اقتباس میں اس اختلاف کا ذکر بھی مذکور ہے۔

خامساً: ایمان کی تعریف اور تفصیل کی بابت شیخ رحمانیؒ نے راجح موقف اور رائے کی نشاندہی فرمائی ہے اور اس مذکورہ موقف کو راجح قرار دینے کی ادلہ و براہین کے متعلقہ مصادر و مراجع کی طرف رہنمائی فرمائی ہے کہ مزید اس بحث کو فلاں فلاں کتاب میں فلاں مقام پر دیکھ لیا جائے۔

خلاصہ بحث:

شیخ عبید اللہ رحمانی مبارکپوریؒ کی یہ مشکوٰۃ المصابیح کی شرح ''مرعاۃ المفاتیح'' اہل علم کے ہاں علوم حدیث کی ہر جہت کے لحاظ سے عمدہ شروحات میں شمار کی جاتی ہے۔ اگرچہ یہ شرح نامکمل ہے لیکن علم حدیث میں ایک مصدر اور مرجع کی حیثیت رکھتی ہے۔ شارحؒ نے اس شرح کو مفصل انداز میں مرتب فرمایا ہے۔ توضیح متن میں آپؒ کا انداز اور اسلوب عام فہم، سہل اور سادہ ہے تاکہ طالب حدیث درست طور پر احادیث مبارکہ کی تفہیم سے روشناس ہو سکے۔ تخریج حدیث اور تصحیح و تضعیفِ اسناد کے بیان کا آپؒ اس شرح میں خاص التزام کرتے ہیں۔ اسی طرح حل عبارت میں آپؒ لغت عرب اور عربی گرائمر یعنی نحو وصرف سے مبہم، مشکل و غریب الفاظِ حدیث کی غرابت کو دور کرتے ہیں۔ مختلف فیہ مسائل میں شارح کا منہج واسلوب یہ ہے کہ آپؒ دیگر وارد ہونے والی آراء واقوال کو مع ادلہ کے بیان کرتے ہیں۔ ان مختلف فیہ آراء واقوال کے اصل مصادر و مراجع کا ذکر شرح کا حصہ بناتے ہیں اور بعد ازاں آپؒ اس مسئلہ کی بابت راجح قول اور حکم کی طرف مع ادلہ و براہین کے رہنمائی فرما دیتے ہیں۔ یہ شرح کتاب المناسک تک تالیف کی گئی تھی اور 9 مجلدات پر محیط ہے۔ اس مختصر شذرہ میں فی الوسیع اس شرح کو سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

حوالہ جات

(1): ابویحییٰ امام خان نوشہروی، تراجم علمائے حدیث ھند (کراچی: مکتبہ اہلحدیث، س ن)، 1:407۔

Abwyḥyá Imām Khān nwshhrwá, tarājim 'lmā'a Ḥadīth Hind (krāachi: Maktabah ahlḥdyth, S.N), ١:٤٠٧.

(2): شیخ ابوالحسن عبید اللہ رحمانی مبارکپوری، مرعاۃ المفاتیح (سرگودھا: مکتبہ الرحمٰن السلفیۃ، 1994ء)، 1:42۔

Shaykh Abulḥasan 'bydāllh Raḥmānī mbārkpwrá, Mur'āt al-mafātīḥ (Sargwdhā: Maktabah alrḥmān alsfyh, 1994'), 1: 42.

(3): امام خطیب تبریزی، مشکوۃ المصابیح (لاہور: مکتبہ محمدیہ، 2014ء)، 1:66۔

Imām Khaṭīb Tabrīzī, mshkwāh al-Maṣābīḥ (Lāhūr: Maktabah Muḥammadyh, 2014'), 1: 66.

(4): شیخ ابوالحسن عبید اللہ رحمانی مبارکپوری، مرعاۃ المفاتیح، 1:43۔

Shaykh Abulḥasan 'bydāllh Raḥmānī mbārkpwry, Mur'āt al-mafātīḥ, 1: 43.

(5): امام خطیب تبریزی، مشکوۃ المصابیح، 1:84۔

Imām Khaṭīb Tabrīzī, mshkwāh al-Maṣābīḥ, 1; 84.

(6): شیخ ابوالحسن عبید اللہ رحمانی مبارکپوری، مرعاۃ المفاتیح، 1:108۔

Shaykh Abulḥasan 'bydāllh Raḥmānī mbārkpwry, Mur'āt al-mafātīḥ, 1: 108.

(7): امام خطیب تبریزی، مشکوۃ المصابیح، 1:84۔

Imām Khaṭīb Tabrīzī, mshkwāh al-Maṣābīḥ, ١ :٨٤

(8): شیخ ابوالحسن عبید اللہ رحمانی مبارکپوری، مرعاۃ المفاتیح، 1:108۔

Shaykh Abulḥasan 'bydāllh Raḥmānī mbārkpwry, Mur'āt al-mafātīḥ, 1 : 108.

(9): امام خطیب تبریزی، مشکوۃ المصابیح، 1:169۔

Imām Khaṭīb Tabrīzī, mshkwāh al-Maṣābīḥ, ١ :١٦٩.

(10): ابوالحسن عبید اللہ رحمانی مبارکپوری، مرعاۃ المفاتیح، 1:316۔

Abulḥasan 'ubydāllh Raḥmānī mbārkpwry, Mur'āt al-mafātīḥ, 1 : 316.

(11): امام خطیب تبریزی، مشکوۃ المصابیح، 1:239۔

Imām Khaṭīb Tabrīzī, mshkwāh al-Maṣābīḥ, ١ :٢٣٩.

(12): ابوالحسن عبید اللہ رحمانی مبارکپوری، مرعاۃ المفاتیح، 2:118۔

Abulḥasan 'ubydāllh Raḥmānī mbārkpwry, Mur'āt al-mafātīḥ, 2: 118.

(13): امام خطیب تبریزی، مشکوۃ المصابیح، 1:242۔

Imām Khaṭīb Tabrīzī, mshkwāh al-Maṣābīḥ, 1 :242.

(14): ابوالحسن عبید اللہ رحمانی مبارکپوری، مرعاۃ المفاتیح، 2:125۔

Abulḥasan 'ubydāllh Raḥmānī mbārkpwry, Mur'āt al-mafātīḥ, 2: 125.

(15): ایضاً، 1:319۔

Ibid, 1: 319.

(16): امام خطیب تبریزی، مشکوۃ المصابیح، 1:196۔

Imām Khaṭīb Tabrīzī, mshkwāh al-Maṣābīḥ, 1:196.

(17): ابوالحسن عبید اللہ رحمانی مبارکپوری، مرعاۃ المفاتیح، 2:7۔

Abulḥasan ʻubydāllh Raḥmānī mbārkpwry, Murʻāt al-mafātīḥ, 2: 7.

(18): امام خطیب تبریزی، مشکوۃ المصابیح، 1:244۔

Imām Khaṭīb Tabrīzī, mshkwāh al-Maṣābīḥ, 1 :244.

(19): ایضاً۔

Ibid.

(20): ابوالحسن عبید اللہ رحمانی مبارکپوری، مرعاۃ المفاتیح، 2:128۔

Abulḥasan ʻubydāllh Raḥmānī mbārkpwry, Murʻāt al-mafātīḥ, 2: 128.

(21): امام خطیب تبریزی، مشکوۃ المصابیح، 2:349۔

Imām Khaṭīb Tabrīzī, mshkwāh al-Maṣābīḥ, 2: 349.

(22): ابوالحسن عبید اللہ رحمانی مبارکپوری، مرعاۃ المفاتیح، 8:42۔

Abulḥasan ʻubydāllh Raḥmānī mbārkpwry, Murʻāt al-mafātīḥ, 8: 42.

(23): ایضاً، 8:45۔

Ibid, 8:45.

(24): ابوالحسن عبید اللہ رحمانی مبارکپوری، مرعاۃ المفاتیح، 2:250۔

Abulḥasan ʻubydāllh Raḥmānī mbārkpwry, Murʻāt al-mafātīḥ, 2: 250.

(25): ایضا، 1:36-37۔

Ibid, 1: 36-37.